بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اظہارِ حقیقت

یعنی

پنجتنؑ پاک کون ہیں اور کون نہیں

مصنفہ

مورخ نامور محقق بے بدل جناب مولوی سید شاکر حسین صاحب

مصنف محیط التواریخ و مجاہد اعظم وغیرہ

ناشرین

کارکنان ادارہ ادبستان

درگاہ روڈ جے پور (راجپوتانہ)

۴۸۶

چھپ کر تیار ہے

مجاہد اعظم

مصنفہ

مورخ نامور و محقق بے بدل مولوی سید شاکر حسین صاحب

جسمیں

واقعات کربلا پر بہترین تحقیق کے ساتھ ~~سو سے زیادہ~~ ۱۹۳ کتب تواریخ
معتبرہ سے امداد لے کر مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالی گئی ہے اور غلط
واقعات کی تردید کی گئی ہے. ۱۹۴۳ء کی بہترین تصنیف ہے.
عمدہ چھپائی کاغذ دبیز پانچسو سے زیادہ صفحات پر مشتمل ہے
طول ۱۰ انچہ عرض ۶½ انچہ موٹائی پونے دو انچہ
قیمت صرف للعہ روپیہ. علاوہ محصولڈاک

ملنے کا پتہ

ادارہ ادبستان

درگاہ ڈڈجے پور
درچھوتاں

اظہارِ حقیقت

نبی و علی ہر دو بنت بہم
دو تا و یکتن زبان قلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مثنوی صداقت عزیز مولفہ حضرت ابو الصدق لسان الصلحا عزیز الشعرا ادیب الملک مولوی حافظ محمد یوسف علی خاں صاحب عزیز سلطانی سابق ناظم دینیات مسلم مڈل اسکول جے پور ہماری نظر سے گذری جو امیر المومنین والمسلمین حضرت ابو بکر صدیق رضہ کے مناقب میں تحریر فرمائی گئی ہے مثنوی کی خوبی اور نظم کی دلآویزی میں کلام نہیں جو ہر طرح قابل داد ہے لیکن اس کے ساتھ ہی آپ کی یہ جدت بھی قابل داد ہے جو اس سے پہلے کسی کو نہ سوجھی تھی پنجتن پاک فارسی کا ایک اصطلاحی جملہ ہے جو پانچ ذوات قدسی حضرت سرور عالم جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب سیدہ عالم فاطمہ زہرا اور حسنین کے لئے وضع کیا گیا ہے اور انہیں کے واسطے مخصوص ہے تقریر یا تحریر میں جب اور جہاں پنجتن پاک کا لفظ آئیگا سامع یا ناظر کا خیال انہیں مقدس ہستیوں کی طرف منتقل ہوگا جن کا ذکر آیہ مباہلہ میں آیا ہے اس موقع پر سوائے آنحضرت صلعم اور آپ کے برادر عم زاد دختر اور نواسوں کے جن کو ساتھ لیجانے کے واسطے آپ خدا کی طرف سے مامور تھے صحابہ کرام میں سے کوئی بزرگوار یا ازواج مطہرات میں سے کوئی ام المومنین شریک نہیں کئے گئے مانا کہ آنحضرت صلعم کی ذات مقدس اور چاروں خلفاء رضوان اللہ علیہم کو بھی پنجتن کہا جا سکتا ہے لیکن یہ لفظ انہیں خمسہ نجبا یعنے آنحضرت صلعم جناب امیر جناب سیدہ اور حسنین کے لئے ایسا مشہور عالم اور اصطلاح دیرینہ ہو چکا ہے کہ دوسرے خمسہ مقدس پر مستعمل ہونا سراسر ندرت و غرابت ہے ہم شیعوں کو جانے دیجیے حافظ صاحب کی اس جدت و جودت کو بعض اہلسنت نے بھی نظر استحسان سے نہیں دیکھا اور ہمارے سامنے حیرت و استعجاب کا اظہار کیا حافظ صاحب نے اپنی مثنوی موسومہ صداقت عزیز مطبوعہ جامعہ پریس دہلی کے صفحات ۴۔۵۔۶ میں حضرت ابوبکر صدیق کے فضائل بیان کرتے ہوئے آپکی ولادت کے متعلق یہ عنوان قائم کیا ہے

تخلیق نور پنجتن پاک

قبل آدم آپ کی تخلیق ہے — اس پہ خاتم کی کھلی تصدیق ہے
یہ کہا ہے صاحب قوسین نے — آل پاک سید کونین نے
راوی اسناد ہیں وہ منتہی — صاحب صحت امام شافعی
مجتہد ہیں اور قریشی ہیں جناب — آسمان نقد کے اک آفتاب
یہ ریاض و عمدہ میں مسطور ہے — اور طبرانی میں یہ مذکور ہے
ان کتابوں میں ہے یہ آئی حدیث — مخبر صادق نے فرمائی حدیث
حضرت آدم سے دس سو سال قبل — رشتۂ تخلیق میں تھا نور جبل
عرش کے دائیں طرف یہ نور تھے — ساتھ میرے نور کے مامور تھے
تھا ہر اک نور مجسم منجلی — کون! ابوبکر و عمر عثمان رض علی رض
عرش پر ان پنجتن کا نور تھا — طاعت حق میں ہر اک مامور تھا

پھر آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں

پیدائش پنجتن پاک

جلوہ گر پہلے ہوئے نور خدا — سید عالم محمد مصطفےٰ
پھر ہوئے پیدا صداقت کے گھر — حضرت صدیق اکبر رض نامور
مکہ پھر روشن ہوا عثمان سے — نور پھیلا جن کے ہر احسان سے
پھر ہوا فاروق اعظم کا ظہور — جن سے پھیلا دین حق نزدیک و دور
پھر علی مرتضےٰ پیدا ہوئے — جن پہ اللہ و نبی شیدا ہوئے
سید الکونین امام الاصفیا — اور یہ ہیں چار یار باصفا

جمع آکر ہو گئے یوں فرش پر — جس طرح یکجا تھے پانچوں عرش پر
کعبہ حق کے اساس خمسہ ہیں — اہل ایمان کے حواس خمسہ ہیں
جو برا سمجھے انھیں وہ ہے پلید — جو انہیں اچھا کہے وہ ہے سعید
ہے یہ مضمون حدیث مصطفےٰ — ہے یہی حکم جناب کبریا

چونکہ ہمارے مخدوم حافظ صاحب نے عالیجناب مولانا الحاج سید انوار الرحمٰن صاحب بسمل نقشبندی نیازی رئیس ضلع آگرہ و علیگڑھ مولف تاریخ آل النبی و کحل الجواہر وغیرہ کی کتاب قوسین کا بھی حوالہ دیا ہے جسمیں حاجی صاحب ممدوح نے بروایت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث کا ترجمہ تحریر فرمایا ہے اس لیئے ہم نے جناب موصوف کی کتاب قوسین فی فضائل الشیخین مطبوعہ عزیزی پریس آگرہ صفحہ ۵۰ کو دیکھا تو اس پر یہ عبارت پائی گئی۔

امام شافعی صحیح سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلعم نے فرمایا کہ میں اور ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے ایک ہزار برس پہلے عرش کی داہنی طرف نور مجسم تھے پھر جب آدم پیدا ہوئے تو ان کی پشت میں تھے اور اس وقت سے ہمیشہ پاک پشتوں میں منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ مجھ کو عبداللہ کی پشت میں اور ابوبکر کو ابو قحافہ کی اور عمر کو خطاب کی اور عثمان کو عفان کی اور علی کو ابو طالب کی پشت میں منتقل فرمایا پھر اللہ نے ان چاروں کو میرے لئے یار اختیار فرمایا پس ابوبکر کو صدیق بنایا عمر کو فاروق بنایا عثمان کو ذی النورین بنایا اور علی کو وصی بنایا جسنے میرے یاروں کو برا کہا اس نے مجھ کو برا کہا جس نے مجھ کو برا کہا اس نے خدا کو برا کہا اور جس نے خدا کو برا کہا اس کو اللہ تعالیٰ دونوں نتھنوں کے بل اوندھا آگ میں ڈالے گا ایسی ہی ایک حدیث طبرانی نے ریاض اور عمدہ میں بیان کی ہے!

ہم ناظرین سے بہ ادب ملتمس ہیں اور ان پر ظاہر کر دینا چاہتے ہیں کہ ہماری اس تحریر کو مناظرہ نہ سمجھا جائے بلکہ صداقت عزیز اور قوسین کی عبارات کو دیکھ کر جو چند سوال پیدا ہوئے ہیں ان سے صرف تصفیۂ شکوک اور توضیح ابہام مقصود ہے تاکہ کسی کو شبہ اور گفتگو کا موقع باقی رہے ہم مولوی حاجی سید انوار الرحمٰن صاحب اور مولوی حافظ محمد یوسف علی صاحب سے نہایت ادب کیساتھ ملتجی ہیں کہ کیا آپ دونوں حضرات اپنی اپنی مولفہ کتابوں کی عبارات و مقاصد کی تشریح فرماتے ہوئے ناظرین کو مغالطہ اور شبہات سے محفوظ رکھتے ہیں توجہ کے

کے ساتھ امداد فرمائیں گے۔

لفظ پنجتن پاک کے متعلق ہم نے جو کچھ اوپر لکھ دیا ہے اس سے زیادہ صراحت نہیں اور یہ امر صدیوں سے مسلمہ چلا آرہا ہے کہ یہ تینوں الفاظ پنج اور تن اور پاک کا مرکب جملہ وضع ہیں ان بزرگواروں کے لئے کیا گیا ہے جو مباہلہ کے موقع پر مامور من اللہ تھے جن کا نسلی خونی روحی تعلق آنحضرت ص کے ساتھ سب سے قریب تر تھا اور جن کو حضورؐ نے اپنے ساتھ ایک چادر یا کمبل میں لے کر اللھم ھولاء اھل بیتی فرمایا تھا جن کو عرف عام میں آل عبا اور خمسہ نجبا بھی کہا جاتا ہے یوں لفظ پنجتن پاک کے مصداق اور بزرگوار بھی ہو سکتے ہیں مثلاً حضرت ابراہیم جو سرور عالم کے بعد افضل الانبیاء ہیں پھر موسیٰ داؤد عیسیٰ اور خود جناب ختمی مآب کہ صاحب کتاب ہیں لیکن یہ جملہ کبھی ان مقدس ہستیوں یا دوسروں کے لئے استعمال ہی نہیں کیا جاتا مولانا عبدالرحمن جامی جناب امیرؑ کی شان کی ایک نظم میں تحریر فرماتے ہیں۔

زمنکر چو توحید خدا را	یکے دال پنجتن آل عبا را
ازاں چوں پنجہ خورشید تاباں	بر آوردند سر از یک گریباں

شاہ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوت میں قرابت داران رسول صلعم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں "ایں جامہ تن علی و فاطمہ و ابنا ہما عمدہ و نجبۂ ایں جماعت اند" حافظ صاحب نے کتاب قوسین کو دیکھ کر جو لکھنا تھا لکھ دیا اور حاجی صاحب نے حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے امام شافعی کی سند لکھ دی لیکن اس سے یہ پتہ نہ چلا کہ امام صاحب نے اپنی کونسی کتاب میں یہ حدیث نقل کی ہے اور یہ حدیث ہے کس پایہ کی متواتر ہے احاد ہے مسلسل ہے مرفوع ہے حسن ہے یا کیا۔ اس کے راوی کون کون بزرگوار ہیں ان کے ثقہ ہونے کے کیا ثبوت ہیں، کیونکہ اس میں چند شبہات و ایرادات کی گنجائش ہے حاجی صاحب نے صرف حدیث کا ترجمہ تحریر فرمایا ہے ہم اصل عبارت سیرت ملا عمر بن خضر اور ریاض النضرۃ محب طبری سے نقل کرتے ہیں۔

عن محمد بن ادریس الشافعی بسندہ الی النبی ص قال کنت انا و ابوبکر و عمر و عثمان و علی نوراً بین یدی اللہ تعالیٰ یمین العرش قبل ان یخلق آدم بالف عام فلما خلق اسکننا ظہرہ ولم یزل ننتقل فی الاصلاب الطاھرۃ حتی نقلنی اللہ تعالیٰ الی صلب عبداللہ و نقل ابابکر الی صلب ابی قحافہ و نقل عمر الی صلب الخطاب و نقل عثمان الی صلب و نقل علیاً الی صلب ابی طالب ثم اختار لی اصحاباً فجعل ابابکر صدیقاً و عمر فاروقاً و عثمان ذی النورین و علیاً وصیاً فمن سب اصحابی فقد سبنی و من

سبنی فقد سب اللہ ومن سب اللہ رکبہ اللہ فی النار علی منخریہ

اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ آنحضرت ؐ نے فرمایا ہے کہ میں اور ابو بکر عمر عثمان اور علی آدم کے پیدا ہونے سے ایکہزار سال پہلے عرش کے داہنی طرف نور مجسم تھے لیکن اسکا تذکرہ نہیں کہ یہ پانچوں نور عرش کے داہنی طرف کرتے کیا تھے ساکت وصامت تھے یا تقدیس وتہلیل ان کا شغلہ تھا البتہ حافظ صاحب نے اپنی طرف سے تھوڑی سی صراحت کر دی ہے۔

عرش پر ان پنجتن کا نور تھا طاعت حق میں ہر اک مامور تھا

جب یہ حضرات عرش پر نور مجسم تھے تو بیشک ان کا کام تقدیس وتہلیل ہی ہونا چاہیئے تھا لیکن اس سے زیادہ حیرت انگیز بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ ان پانچ بزرگواروں میں سے اس دنیا میں اگر حضرت ؐ نے اس تقدیس وتہلیل پر عمل کیا اور کسی غیر خدا کے سامنے سر نہ جھکایا اس کے برخلاف تین حضرات نے اس عالم میں رونق افروز ہو کر بت پرستی اختیار کی اور اس نورانیت کو کفر وشرک کی ظلمت نے اپنے سایہ میں لے لیا خیر ان میں دو تو ایسے نکلے کہ جنہوں نے آنحضرت صلعم کی بعثت کے بعد بہت جلد اسلام قبول کر لیا مگر تیسرے بزرگوار جو سر آمد خلفاء سمجھے جاتے ہیں بعثت سے چھ سال بعد تک اپنے اسی شرک وکفر پر قائم رہے اور حضور سرور عالم کے ایسے شدید مخالف تھے کہ ایک روز تو بہ ارادۂ قتل گھر سے چل ہی پڑے تھے کیا حاجی صاحب اور حافظ صاحب اس شبہ کو دور کرنے کی طرف توجہ فرمائیں گے پھر آگے ترجمہ حدیث کی عبارت یہ ہے۔ جب آدم پیدا ہوئے تو انکی پشت میں آگئے اور اس وقت سے ہمیشہ پاک پشتوں میں منتقل ہوتے رہے لیکن یہ ظاہر ہے کہ سوائے حضرت علی مرتضیٰ کے کہ وہ ایک ہی پشت پہلے آں حضرت ؐ سے جدا ہوئے ہیں باقی تینوں بزرگواروں کی یہ حالت نہیں کیونکہ پہلے تیمی دوسرے عدوی تیسرے اموی ہیں بنو تیم کا سلسلہ مرہ بن کعب سے چلتا ہے جو آنحضرت سے سات پشت کا فصل رکھتے ہیں اور ان کا سلسلہ اس طرح ہے ابو بکر بن قحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بنو عدی کا سلسلہ لوے بن غالب جد مرہ سے چلا ہے جو نویں پشت میں آنحضرت سے فاصلہ پر ہیں ان کا سلسلہ اس طرح ہے عمر بن خطاب بن ثقیل بن عبد العزیٰ بن ریاح بن عبد اللہ بن قراط بن زراخ بن عدی تیسرے بزرگوار کا سلسلہ عبد مناف بن قصی سے چلا تھا جو چوتھی پشت میں آنحضرت کے جد امجد ہیں یہ سلسلہ اس طرح ہے عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف رہے علی مرتضیٰ ان کا اتصال حضرت کے ساتھ سب سے قریب بلکہ قریب تر ہے یعنی عبد المطلب کے ایک فرزند کے بیٹے

خود آں حضرت اور دوسرے کے علی پھر عبداللہ اور ابوطالب دونوں حقیقی بھائی اب یہ دیکھنا ہے کہ پہلے تین خلفاء جو تیمی عدی اموی ہیں اور حضرت سرور عالم ص کے نور کی طرح پاک پشتوں میں منتقل ہوتے رہے ان کے آباو اجداد موحد تھے یا مشرک اگر موحد تھے تو اس کا کتابی ثبوت کیا ہے اگر مشرک تھے تو ان کی پشتوں کو اصلاب طاہرہ نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ مشرکین کی نجاست پر نص صریح موجود ہے "انما المشرکون نجس" اور حدیث کو سُقم لازم آتا ہے اگر بالفرض مان لیا جائے کہ ان کے اجداد مشرک نہ تھے تو یہ خود موحد کیوں نہ ہوئے اور آخری کڑی میں نجاست کفر نے کیوں اثر کیا! اگر آپ یہ فرمائیں کہ ان تینوں حضرات نے کبھی بت پرستی نہیں کی خدا کی وحدانیت کے قائل تو براہ مہربانی اس مسئلہ کو حل کیجیے کہ تین خلفاء کے اسمائے گرامی کے بعد رضی اللہ عنہ اور علی کے اسم مقدس کے بعد کرم اللہ وجہہ کیوں کہا اور لکھا جاتا ہے اور چاروں خلفائے راشدین کو ایک ہی خطاب رضی اللہ عنہ یا کرم اللہ وجہہ سے کیوں نہیں یاد کیا جاتا آپ فرمائیں گے کہ علی نے کبھی کسی بت کے سامنے سر نہیں جھکایا اس لئے یہ تمغۂ امتیاز تمام صحابہ کے مقابلہ میں صرف علی مرتضیٰ کو حاصل ہے آپ ہی کے اس عمل سے یہ ثابت ہے کہ چاروں خلفاء میں صرف علی ہی ایسے تھے جن کو شرک و بت پرستی کی ہوا نہیں لگی باقی تینوں نے اپنی عمر کے بڑے حصوں تک بت پرستی کی اس حالت میں یہ بھی ممکن ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عرب کی سوسائٹی کے اندر جو جو برائیاں تھیں ان میں بھی ان حضرات نے تھوڑا بہت حصہ لیا ہو۔ آں حضرت صلعم کے نور مقدس کیساتھ عرش پر ہزار برس تک تقدیس و تہلیل کریں اور دنیا میں اگر اس قدر پستی اختیار فرمائیں کہ اول الخلفاء تینتیس ۳۳ سال کی عمر تک اور ثانی الخلفاء ستائیس ۲۷ سال کی عمر تک اور ثالث الخلفاء چونتیس ۳۴ سال کی عمر تک بتوں کے سامنے ناصیہ فرسائی کریں اور ثانی الخلفاء تو چھ سال تک شدت کے ساتھ شرک و کفر پر اڑے رہیں اور آں حضرت کی ایذا دہی میں دوسرے مشرکین مکہ کا ساتھ دیں۔

ہے حضرت علی مرتضیٰ کے والد ابوطالب اگرچہ علمائے اہلسنت میں ابوطالب کے موحد ہونے یا اسلام لانے میں اختلاف ہے تاہم ثقۃ الحفاظ عبدالسلام بن محمد لکھتے ہیں۔

اتفق ائمۃ اھل البیت ان اباطالب مات مسلماً وخلاف اھل البیت فی الاسلام غیر معتبر۔

ائمہ اہلبیت نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ ابوطالب مسلمان فوت ہوئے اور اسلام میں اہلبیت کے خلاف غیر معتبر ہے

شیعہ اس حدیث صحیح پر کہ آں حضرت صلعم کا ارشاد ہے۔

لم یزل ینقلنی اللہ تعالیٰ من اصلاب الطاہرۃ الی ارحام المطہرات حتی اخرجنی فی عالمکم ہذا

مجھ کو اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ پاک صلبوں سے پاک رحموں کی منتقل کیا یہاں تک کہ مجھ کو تمہارے اس زمانہ میں ظاہر فرمایا۔

استدلال کرتے ہوئے ابوطالب کو حقاً مومن و موحد تسلیم کرتے ہیں اور اس کے ثبوت میں ان کی طرف سے متعدد رسالے اور کتابیں لکھی گئی ہیں علامہ ابن حجر مکی نے بھی امام شافعی کی سند والی حدیث کو صواعق محرقہ میں نقل کیا ہے۔

حالانکہ یہی ابن حجر شرح قصیدہ ہمزیہ میں شیعوں کے ہم زبان ہیں اور فرماتے ہیں۔

ان اباء النبی صلی اللہ علیہ وسلم غیر الانبیاء وامہاتہ الی ادم وحوالیس فیہم کافر لا یقال فی حقہ مختار ولا کریم ولا طاہر بل نجس کما فی ایۃ انما المشرکون نجس قد صرحت احادیث السابقۃ بانہم مختارون ان ابائہ الکرام وامہات طاہرات۔

بہ تحقیق کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے باپ دادا جو انبیا نہ تھے اور آپ کی ماؤں میں حضرت آدم وحوا تک کوئی بھی کافر نہیں ان میں کسی کے حق میں نہیں کہا جاسکتا کہ وہ برگزیدہ صاحب کرم اور پاک نہ تھا بلکہ نجس تھا جب کہ آیت میں ہے (انما المشرکون نجس مشرکین تحقیقا نجس و ناپاک ہیں) سابقہ حدیثوں نے صراحت کردی ہے کہ وہ سب برگزیدہ تھے اور تحقیق کہ آپ کے باپ معزز اور مائیں پاکیزہ تھیں۔

جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے حضرت سرور عالم نے اپنے اور علی کے نور کو واحد فرمایا ہے اس لئے رابع الخلفا کے والد بزرگوار کو غیر موحد نہیں قرار دیا جاسکتا۔ آگے چل کر ارشاد ہوتا ہے جس نے میرے یاروں کو برا کہا اسنے مجھ کو برا کہا جس نے مجھ کو برا کہا اس نے خدا کو برا کہا اور جس نے خدا کو برا کہا اس کو اللہ تعالیٰ دونوں نتھنوں کے بل اوندھا آگ میں ڈالے گا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ لعن و تبرا کسی مردہ یا زندہ کے لئے ایک مکروہ اور غیر ضروری بلکہ باعث دل آزاری اور موجب عناد و فساد ہے لیکن حاجی صاحب و حافظ صاحب یہ تو فرمائیں کہ یہ حکم صرف اسی شخص کے لئے ہے جو چاروں کو برا کہے یا تین کو یا دو کو یا ایک کو برا کہے وہ بھی اس حکم کے تحت میں آتا ہے یا نہیں اس حکم کے مصداق دو گروہ ہو سکتے ہیں ایک گروہ یعنے شیعہ جو تین خلفا پر بطور رد عمل سب کرتے ہیں دوسرا گروہ نواصب و خوارج کا ہے جو علی کو برا سمجھے اور کہتے ہیں آپ کی تحریر کی ہوئی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دونوں گروہ ناری ہیں اور نتھنوں کے بل اوندھے جہنم میں ڈالے جائیں گے لیکن یہ تو ارشاد فرمایئے کہ سب و لعن کی ایجاد و ابتدا کس نے کی "البادی اظلم" کا مصداق کون ہے تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ اس بدعت کے

بانی اول آپ کے ہی امام المسلمین امیر المومنین خلیفہ پنجم حضرت امیر کبیر معاویہ بن سفیان ہیں سب سے پہلے ادنہیں جناب نے اس کی بنیاد ڈالی اور حکومت کی ہوس اور علی مرتضےٰ کی عداوت طلب خون عثمان کا حیلہ بن کر جنگ صفین کا باعث ہوئی جسمیں ایک لاکھ سے زیادہ مسلمانوں کا خون ہو گیا اور جس ایمانداری کے ساتھ دومۃ الجندل میں خلافت کا فیصلہ کرایا گیا یہ بھی ان کی ڈپلومیسی کا ایک کرشمہ تھا اور صرف اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ جناب امیر پر سب وشتم کا سلسلہ جاری کر دیا اور خود جمعہ کے خطبہ میں یہ الفاظ اضافہ کئے۔

اللھم ان ابا تراب الحد فی دینک وصد عن سبیلک فالعنہ لعنًا وبیلًا وعذبہ عذابًا الیمًا۔

اے خدا ابو تراب نے تیرے دین میں الحاد کیا اور تیرے راستہ سے پھر گیا تو اس پر لعنت کر لعنت شدید اور اس کو عذاب دے عذاب الیم

اور بذریعہ فرامین تمام اسلامی صوبوں کے حاکموں اور خطیبوں کو تاکیدی ہدایتیں کی گئیں کہ تمام قلمرو کی مسجدوں اور درس گاہوں میں اس پر عمل کیا جائے چنانچہ اس معاویہ شاہی لعنت پر ۴۱ سنہ ہجری سے ۹۹ سنہ تک تقریبًا ساٹھ برس تک عمل ہوتا رہا یہ زمانہ صحابہ تابعین اور تبع تابعین کا ہے کیا یہ لوگ اس آلودگی سے بچے ہے ناممکن ہے کہ عوام کے ساتھ سب نہیں تو اکثر خواص بھی اس میں ملوث نہ رہے ہوں عمر بن عبد العزیز کی عنایت سے سب ولعن کے الفاظ تو ممبروں پر خطبوں میں سرکاری حکم سے موقوف ہو گئے تھے لیکن عوام کالانعام جو اس کے خوگر ہو چکے تھے وہ کب اس پر عمل کر سکتے تھے اب بتلایئے کیا یہ لوگ روافض تھے اور علی پر کہ وہ بھی چوتھے یار اور جانشین رسول ہیں تبرا کرنے والا اور تبرا کرانے والا بھی دونوں نتھنوں کے بل اوندھے منہ آگ میں ڈالا جائے گا یا نہیں اور یہ امیر معاویہ عمرو بن عاص مغیرہ بن شعبہ وغیرہ وغیرہ جنہیں اصحاب رسول سمجھ کر ان کے اسمائے گرامی بڑے ادب اور تعظیم سے لئے جاتے ہیں علی مرتضیٰ کے کینہ عداوت اور تبرابازی کے آمر و عامل ہوتے ہوئے بھی رسول خدا و خدا کو برا کہنے والوں کی فہرست میں شامل ہو کر اس دفعہ کے تحت میں آکر جس نے مجھ کو برا کہا اس نے خدا کو برا کہا اور جس نے خدا کو برا کہا وہ جہنمی ہے آسکتے ہیں یا نہیں اگر نہیں آسکتے تو اس کی وجہ ظاہر فرمائی جائے اگر علی پہ تبرابازی استثنائی صورت رکھتی ہے تو اس حدیث کے الفاظ سے تو ظاہر نہیں ہوتا جناب یہ تو آپ کے ہی خلیفہ چہارم پر آپ کے ہی خلیفہ پنجم نے مہربانی فرمائی ہے آپ ان بزرگواروں کی حرکات پر خطائے اجتہادی کا پردہ ڈالتے ہیں تو کیا دوسروں کو خطائے اجتہادی کا ہی مرتکب مان لینے میں آپ کو کچھ عذر ہو سکتا ہے اگر علی سے جنگ خطائے اجتہادی ہیں تو کیا ان کی ذات

مقدس پر سب و تبرا بھی خطائے اجتہادی اور لاعنین مستحق ثواب ہیں اجماع کے خلفائے ثلاثہ حضرات ابوبکر و عمر و
عثمان رضی اللہ عنہم پر سب و لعن باعث دخول نار ہے مگر اہلبیت کے خلفائے ثلاثہ حضرات علی و حسن و حسین
پر سب و لعن کینہ و بغض مانع دخول نار نہیں العجب ثم العجب وہی علی جو بہ اعتقاد صوفیائے کرام و اولیائے
عظام بروحانی حیثیت سے سید المرسلین سرتاج روحانئین اولین و آخرین کے خلیفہ بلافصل اور پیشوائے جملہ
سلسلہ ہائے اہل باطن اور بقول مولانا روم "افتخار ہر نبی و ہر ولی" ہیں جن کی عداوت و سب منجر بہ عداوت
و سب جناب ختمی مآب ہے جن کی نسبت آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھ کو گالی دی
(کما فی مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ باب مناقب علی صفحہ ۶۱۰) جو سردار اہلبیت رسالت اور ظاہری و باطنی دونوں
حیثیتوں سے سید الانبیا کے جانشین اور خلیفہ برحق ہیں ان کو ملحد و بے دین قرار دینے والے اور تمام اسلامی ممالک
میں جو دریائے نیل سے دریائے جیحون تک پھیلے ہوئے تھے علی و فاطمہ حسن و حسین پر تبرے بازی کا حکم دینے
والے اس رسم قبیح کو کئی پشت تک کے لئے یادگار چھوڑ جانے والے محض علی کی عداوت کی وجہ سے میدان کارزار
گرم کر کے ہزاروں مسلمانوں کو آغشتہ خاک و خون کرانے والے اور بالآخر علیؑ و حسنؑ کے خون میں خفیہ سازشوں
کے ذریعہ ہاتھ رنگنے والے بلا کسی شک و شبہ کے جنتی اور واجب الاحترام رہیں ان کے شرف صحابیت اور
حقانیت خلافت کو کچھ نقصان نہ پہنچے اور مذکورہ بالا حرکات امیر کبیر کا کچھ نہ بگاڑ سکیں ان کا احترام کرنے والا
طبقہ صحاح ستہ تواریخ معتبرہ اور اخبار محققہ سے چشم پوشی کر کے خطائے اجتہادی کی آڑ میں جناب خلافت
مآب کو کسی جرم کا مجرم نہ بنائے تو یہ مقابلہ شیخین شیعہ کس جرم کے مرتکب سمجھے جا سکتے ہیں کیونکہ ان کا عمل تو صرف
زبانی خرچ تک محدود ہے اس کے سوا وہ کچھ نہیں کرتے لیکن امیر کبیر نے تو قولاً و فعلاً دونوں طرح کر دکھایا
اس لئے اہلسنت کے اصول کے مطابق شیخین کے تبرے سے جو الزام شیعوں پر لگایا جائے وہی امیر معاویہ
عمرو بن عاص مغیرہ بن شعبہ وغیرہ وغیرہ خیر القرون کے ان تمام مسلمانوں پر ہونا چاہئے جنہوں نے تبرہ بازی
میں اور مذکورہ بالا حضرات کا اتباع کیا مگر تعجب ہے کہ امیر کبیر کے سیکڑوں برات نامے فضائل و مناقب
کی حدیثیں اور علی سے مساوات کی دلیلیں موجود اور جن ائمہ اور علمائے ثقہ نے امیر معاویہ کو صرف باغی
ہی لکھ دیا تو ان کی ساری کتابیں معتبر لیکن یہ قول نامعتبر پھر ان احادیث نبوی کی نسبت کیا کہا جائے جن سے پایا
جاتا ہے کہ اہلبیت کی عداوت اہانت بغض اور ایذا رسول اللہ کی عداوت اہانت بغض اور ایذا کا باعث ہے اور
آپ کی ایذا بموجب آیہ شریفہ ان الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا و الآخرۃ و اعد لھم
عذابا مھینا۔

صریح کفر باعث لعنت خدا اور موجب عذاب شدید ہے۔

خالد سے بھی عقیدت اور اس کے دشمن سے ہی محبت اجتماع ضدین نہیں تو کیا ہے۔

اخلاص محمد بھی بوجہل کی عزت بھی موسیٰ سے عقیدت بھی فرعون کی حرمت بھی

کیا یہ عجیب و غریب فلسفہ عیسائیوں کے مسئلہ توحید فی التثلیث اور تثلیث فی التوحید سے حیرت افزا نہیں کیا جناب حاجی صاحب ممدوح جو نقشبندی و نیازی ہونے کے علاوہ خود ہی صاحب سجادہ ہونے کی حیثیت رکھتے ہیں اور بہ لحاظ سلسلہ روحانیت علی مرتضیٰ کو اپنا پیشوائے اول اور بہ اعتبار شرافت سیادت ان کو اپنا جد اعلیٰ اور مورث اول مانتے ہیں مندرجہ صدر معاویہ شاہی خطبہ کے ایک ایک لفظ پر غور فرما کر اس عجیب اور دقیق معمہ کو جو ہماری ناقص عقل کے ادراک سے بالاتر ہے حل فرمائیں گے اور یہ بھی کہ علی کے نام کے فدائی صرف بعض صحابہ کے بغض و عداوت سے کافر ناری گردن زدنی قابل نفرت اور علی کو ملحد و گمراہ سمجھنے والے ان پر تبرا کرنے والے ان سے عداوت رکھنے والے ان کے پایہ رفیع کو پست قرار دینے والے مومن جنتی واجب الاطاعت اور مستحق عزت و حرمت ہیں اگرچہ اہلبیت و سردار اہلبیت پر تبرہ بازی کا سلسلہ ساٹھ برس تک جاری رہنے کے بعد عمر بن عبد العزیز کے حکم سے جمعہ کے خطبوں میں بند کر دیا گیا تھا لیکن آپ ان مسلمانوں کی نسبت کیا فرماتے ہیں جن کے لئے یہ تبرہ بازی نسلی ورثہ اور سرشت ثانیہ کی صورت اختیار کر چکی تھی دادا نے بیٹے کو بیٹے نے پوتے کو آل سفیان کے فرضی فضائل اور آل ابو طالب کے مصنوعی معائب کی تعلیم دیکر عداوت اہلبیت کو نسلاً بعد نسل جزو ایمان قرار دید یا تھا ایسے کروڑوں مسلمانوں کی نسبت آپ کا فتویٰ کیا ہے جب اس حدیث میں اس قدر رد و قدح کی گنجائش ہے تو اس کو مجروح و مقدوح کیوں نہ مانا جائے اور جب حدیث جرح و سقم سے خالی نہیں تو ایسے کیونکر معتبر تسلیم کیا جا سکتا ہے جب وہ درایت کی کسوٹی پر پوری نہیں اترتی تو روایت کی بحث ہی فضول ہے اور راویوں کے ثقہ اور غیر ثقہ ہونے کی تلاش ہی بیکار ہے اب یہ حدیث ریاض میں ہو یا عمدہ میں علامہ طبرانی صاحب تحریر فرمائیں یا کوئی اور مولانا صاحب آپ نے جو حدیث بروایت امام شافعی تحریر فرمائی اس کے متعلق نہ تو امام صاحب کی کسی کتاب کا حوالہ دیا نہ اس کی اسناد بیان فرمائیں اس کے ساتھ ریاض و عمدہ و طبرانی کا حوالہ دیا ہے لیکن وہ بھی مجمل و مبہم ہے شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی نے تحفہ اثنا عشریہ کے باب الامامت میں حدیث نور متعلقہ جناب امیر علیہ السلام انکار کرتے ہوئے ایسی حدیث کو امام شافعی کے سند سے ہی نقل کیا ہے اور صرف "وہ رواہ الشافعی باسنادہ الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم" لکھنے پر اکتفا کی ہے بہر حال اس کے راوی فقط امام شافعی بیان کئے گئے ہیں حالانکہ

امام شافعی ہارون رشید کے ہمعصر ہیں معلوم نہیں ہوتا کہ ان کی روایت کی اسناد کیا ہیں شاہ عبد العزیز صاحب نے تحفہ میں لکھا ہے

"قاعدہ مقررہ اہلسنت است کہ حدیثے را کہ بعض ائمہ فن در کتابے روایت کنند وصحت مافی الکتاب را التزام نہ کردہ باشند مثل بخاری و مسلم و بقیہ اصحاب صحاح و بصحت آں حدیث بالخصوص صاحب آں کتاب یا غیر او از محدثین ثقات تصریح نہ کردہ باشند قابل احتجاج نیست"

شاہ صاحب کے اس قول سے ظاہر ہے کہ اس قاعدہ مقررہ اہلسنت کی رو سے یہ حدیث شافعی قابل احتجاج نہیں کیونکہ صحیح بخاری و مسلم اور دوسرے صحاح میں کہ یہ سب بقول شاہ صاحب، ملتزم الصحت ہیں یہ حدیث درج نہیں اور خود امام شافعی یا ان کے علاوہ دوسرے محدثین ثقات نے اس کے صحیح ہونے کی تصریح نہیں کی شاہ صاحب نے اسی تحفہ کے اندر طعن دوم کے جواب میں تحریر فرمایا ہے

"کہ اعتبار حدیث نزد اہلسنت بیافتن حدیث در کتب مسندہ محدثین است مع الحکم بالصحت وحدیث بے سند نزد ایشان شتر بے مہار است کہ اصلا گوش بآن نمی کنند"

چونکہ یہ حدیث شافعی محدثین کی کتب مسندہ میں حکم صحت کے ساتھ درج نہیں نہ اس کی سند کا ذکر ہے اس لئے اس کو بقول شاہ صاحب شتر بے مہار سمجھا جائے یا کیا اس کے علاوہ اسی قسم کی ایک اور حدیث ہماری نظر سے گذری جسے ہم تاج المحدثین حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی استاد قطب بغدادی کی کتاب امالی سے پیش کرتے ہیں۔ حدثنا محمد بن محمد بن عمرو بن زید املاء

حدثنا احمد بن یوسف حدثنا ابو شعیب بن زیاد السوسی عن الھیثم بن جمیل عن المقبری عن ابی معشر عن ابی ھریرۃ مرفوعاً قال رسول اللہ صلعم خلقنی اللہ من نورہ وخلق ابابکر من نوری وخلق عمر من نور ابوبکر وخلق امتی من نور عمر وعمر سراج اھل الجنۃ۔

ہم سے محمد بن محمد بن عمرو بن زید نے حدیث بیان کی کہ مجھ سے احمد بن یوسف نے روایت کی اور اس نے کہا کہ ابو شعیب بن زیاد السوسی نے ہیثم بن جمیل سے اور اس نے مقبری سے اور اس نے ابو معشر سے اور اس نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے اپنے نور سے پیدا کیا۔ اور عمر کو ابوبکر کے نور سے اور میری تمام امت کو عمر کے نور سے خلق کیا اور عمر اہل جنت کے چراغ ہیں لیکن حافظ ابو نعیم نے اس کو موضوعات میں شمار کیا ہے علامہ سیوطی بھی حافظ صاحب کے ہم زبان ہیں چنانچہ فرماتے ہیں۔

وانا الفاطر وهذه فاطمة وانا الاحسان وهذا الحسن
وانا المحسن وهذا الحسين آليت لعزتي انه لا يأتيني
احد بمثقال حبة من خردل من بغض احدهم الا ادخله
ناري ولا ابالي يا آدم هؤلاء صفوتي بهم انجيهم واهلكهم
فاذا كان لك الي حاجة فبهؤلاء توسل فقال النبي
صلى الله عليه وآله وسلم نحن سفينة النجاة من تعلق بها نجى
ومن حاد عنها هلك فمن كان له الى الله حاجة فليسئل بنا اهل البيت

دوں گا اور ہلاک کروں گا جب تجھ کو مجھ سے حاجت ہو تو ان
کو واسطہ قرار دے۔ پھر حضرت علی صلعم نے فرمایا
ہم نجات کی کشتی ہیں جو اس سے لٹکا اس نے نجات
پائی اور جس نے اس سے تجاوز کیا ہلاک ہوا۔ جس کو خدا
سے کوئی حاجت ہو اُسے لازم ہے کہ ہم اہلبیت کے ذریعے
سے سوال کرے۔

ابو الفتح محمد بن علی بن ابراہیم النطنزی خصائص علویہ میں حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔

اخبرني علي بن ابراهيم القاضي بفرات قال اخبرني
والدي قال اخبرني جدي قال حدثنا حجاج بن رويه
عن ابي نجيح عن مجاهد عن ابن عباس رضي الله قال
لما خلق الله عز وجل آدم ونفخ فيه من روحه عطس
فالهمه الحمد لله رب العلمين فقال له ربه يرحمك
الله فلما سجد له الملائكة تداخله العجب فقال
يا رب خلقت خلقا هو احب اليك مني فلم يجب
ثم قال الثانية فلم يجب ثم قال الثالثة فلم يجب
ثم قال الرابعة فقال الله عز وجل له نعم لولاهم
ما خلقتك فقال يا رب فارنيهم فاوحى الله عز
وجل الى ملائكة الحجب ان ارفعوا الحجب فلما
رفعت اذا رأى آدم بخمسة اشباح قدام العرش
فقال يا رب من هؤلاء قال يا آدم هذا النبي وهذا
علي امير المؤمنين ابن عم النبي وهذه فاطمة بنت
النبي وهذان الحسن والحسين ابنا علي وولدا
النبي ثم قال يا آدم هم ولدك ففرح بذلك فلما
اقترف الخطيئة قال يا رب سئلتك بمحمد و
علي وفاطمة والحسن والحسين لما غفرت لي فغفر الله
له بهذا الذي قال الله عز وجل فتلقى آدم من ربه كلمات
فتاب عليه

مجھے علی بن ابراہیم القاضی بفرات نے خبر دی اور ان
کو ان کے والد نے اور ان کو ان کے دادا نے کہ ہم نے
حجاج بن رویہ نے ابی نجیح سے اور انہوں نے مجاہد سے
اور انہوں نے ابن عباس رض سے حدیث بیان کی انہوں
نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا اور اپنی روح
پھونکی تو آدم کو چھینک آئی تو انہوں نے الحمد للہ رب
العالمین کہا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے یرحمک اللہ
فرمایا اور جب فرشتوں نے ان کو سجدہ کیا تو انہیں بڑا
تعجب ہوا اور عرض کیا پروردگار کیا تو نے کوئی مخلوق
ایسی بھی پیدا کی ہے جس کو تو مجھ سے زیادہ دوست
رکھتا ہے تو کوئی جواب نہ ملا دوبارہ عرض کیا جواب
نہ پایا تیسری بار عرض کیا جواب نہ آیا چوتھی بار عرض
کیا تو اللہ نے فرمایا ہاں اگر وہ نہ ہوتے تو میں تجھ کو پیدا
ہی نہ کرتا آدم نے عرض کیا کہ مجھے انہیں دکھا دے اللہ
تعالیٰ نے حجابوں کے فرشتوں کو حکم دیا کہ حجاب اٹھا دو
جب حجاب دور ہوا تو آدم نے قدام عرش پر پانچ نور

دیکھے عرض کیا یہ کون ہیں ارشاد ہوا اے آدم یہ میرا نبی ہے اور یہ امیر المومنین علی میرے نبی کا چچا زاد بھائی ہے اور یہ فاطمہ میرے نبی کی بیٹی ہے اور یہ دونوں حسن اور حسین ہیں جو علی کے اور میرے نبی کی دختر کے فرزند ہیں پھر ارشاد ہوا اے آدم سب سے پہلی مخلوق یہی ہیں اس پر حضرت آدم خوش ہوئے جب ان سے ترک اولیٰ واقع ہوا تو درگاہ خدا میں عرض کیا پروردگار بواسطہ محمد و علی و فاطمہ و حسن و حسین سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو معاف فرما خدا نے ان کا قصور معاف فرمایا اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے خدا نے فرمایا ہے کہ ہم نے آدم کو چند کلمات القا کئے اور ان کے ذریعہ سے آدم کی توبہ قبول فرمائی۔

علامہ احمد بن محمد عاصمی اپنی کتاب زین الفتی فی شرح سورہ ہل اتیٰ میں تحریر فرماتے ہیں:

اخبرنا حسین بن محمد قال حدثنا عبداللہ بن ابی منصور قال حدثنا محمد بن بشر قال حدثنا محمد بن ادریس الرازی قال حدثنا محمد بن عبداللہ بن المثنی قال حدثنا حمید الطویل عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلعم خلقت انا وعلی ابن ابی طالب من نور واحد نسبح اللہ عزوجل فی یمنة العرش قبل خلق الدنیا ولقد سکن آدم الجنتہ نحن فی صلبہ ولقد رکب نوح السفینة نحن فی صلبہ ولقد قذف ابراھیم فی النار ونحن فی صلبہ فلم یزل یقلبنا اللہ عزوجل من اصلاب طاھرة الی ارحام طاھرة حتی انتھی بنا الی عبدالمطلب فجعل ذالک النور بنصفین فجعلنی فی صلب عبداللہ وجعل علیا فی صلب ابی طالب وجعل فیّ النبوة وجعل فی علی الفخر والشجاعة والفصاحة واشتق لنا اسمین من اسمائہ فرب العرش محمود وانا محمد وھو الاعلی وھذا علی

ہم کو خبر دی حسین بن محمد نے انہوں نے کہا کہ ہم سے حدیث بیان کی عبداللہ بن ابی منصور نے ان سے محمد بن بشیر نے ان سے محمد بن ادریس رازی نے ان سے محمد بن عبداللہ بن مثنی نے ان سے حمید الطویل نے اور ان سے انس بن مالک نے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور علی ایک نور سے پیدا کئے گئے ہیں ہم دونوں دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے خدائے عزوجل کی تسبیح کرتے تھے جب آدم بہشت میں مقیم ہوئے ہم ان کے صلب میں تھے اور جب نوح کشتی میں سوار ہوئے ہم ان کے صلب میں تھے اور جب ابراہیم آگ میں ڈالے گئے ہم اُن کے صلب میں تھے اس طرح ہمیشہ اللہ تعالیٰ ہم کو اصلاب طاہرہ سے ارحام طاہرہ میں منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ ہمارے نور کو عبدالمطلب تک پہونچایا پھر اس نور کے دو حصے کر دئے مجھے صلب عبداللہ میں اور علی کو صلب ابوطالب میں قرار دیا میرے لئے نبوت و رسالت

قرار دی اور علی کے لئے بہادری اور فصاحت ہم دونوں کے نام اللہ نے اپنے ناموں سے مشتق کئے خدائے تعالیٰ عرش محمود ہے اور میں محمد ہوں وہ اعلیٰ ہے اور یہ علی ہیں۔

ان احادیث کے علاوہ جو معہ اسانید کتب معتبرہ سے اوپر نقل کی گئیں حدیث نور کو جن صحابہ کرام نے خود آں حضرت صلعم کی زبان وحی ترجمان سے سنا اور ان کی سند سے علمائے اہلسنت نے اپنی کتابوں میں تحریر فرمایا ان کے اسمائے گرامی ملاحظہ فرمائے جائیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے	امام احمد ابن حنبل عبداللہ ابن احمد ابن مغازلی شیرویہ دیلمی شہردار دیلمی نطنزی اخطب خوارزم ابن عساکر حموینی محمود طالبی) علی ہمدانی محمد بن یوسف محب الدین طبری ابراہیم وصابی
حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے	ابن المغازلی
حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی سے	ابن المغازلی
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے	خطیب بغدادی نطنزی محمد بن یوسف گنجی حموینی زرندی شہاب الدین احمد جمال الدین محدث میرزا بدخشانی
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے	محمد بن ابراہیم حموینی

جن تابعین سے اس حدیث کو نقل کیا گیا ہے ان کے نام یہ ہیں۔

زاذان ابو عمر کندی ابو عثمان نہدی سالم بن ابی الجعد اشجعی ابو زبیر محمد بن مسلم اسدی عبدالرحمٰن بن یعقوب الجہنی ابو عبیدہ حمید بن ابی الحمید الطویل البصری تابعین کے بعد جن محدثین عظام اور علماء کرام نے اسانید معتبرہ سے احادیث نور کو بہ الفاظ مختلفہ اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے ان کے اسمائے گرامی کی ایک طویل فہرست تیار ہو سکتی ہے احادیث میں حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نور میں صرف علی کو شریک فرمایا ہے کسی دوسرے رشتہ دار یا صحابی کا نام نہیں لیا رہے آپ کی بیٹی اور نواسے تو وہ نور پاک محمدی کی فرع ہیں اور اس نور سے کسی طرح جدا نہیں ہو سکتے اب ہم صرف چند محدثین کی معہ ان کے ناموں کتابوں اور سال وفات کے ایک مختصر فہرست درج کرنے پر اکتفا کرتے ہیں جو پائے

تحقیق ان کو ملاحظہ کر سکتا ہے۔

نمبر شمار	مختصر مشہور نام	پورا نام	نام کتاب	سال وفات
۱	عبداللہ	عبداللہ بن امام احمد بن محمد بن حنبل	زوائد فی المسند	۲۹۰
۲	ابن مردویہ	ابوبکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ اصفہانی	مناقب	۴۱۰
۳	ابونعیم	ابونعیم احمد بن عبداللہ بن احمد صفہانی	حلیۃ الاولیاء	۴۳۰
۴	ابن عبدالبر	ابوعمر یوسف بن عبداللہ النمری القرطبی	بہجۃ المجالس	۴۶۳
۵	خطیب بغدادی	ابوبکر احمد بن علی بن ثابت بغدادی	تاریخ بغداد	۴۶۴
۶	ابن مغازلی	ابوالحسن علی بن محمد الجلابی	مناقب	۴۸۳
۷	نطنزی	ابوالفتح محمد بن علی بن ابراہیم النطنزی	خصائص علویہ	۴۹۷
۸	دیلمی	ابوشجاع شیرویہ بن شہردار دیلمی الہمدانی	فردوس الاخبار	۵۰۹
۹	اخطب خوارزم	ابوالمؤید موفق بن احمد المکی	مناقب	۵۶۸
۱۰	ابن عساکر	ثقۃ الدین ابوالقاسم علی بن حسن ہبۃ اللہ شافعی	تاریخ	۵۷۱
۱۱	مطرزی	ابوالفتح ناصر الدین بن عبید السید بن علی مطرزی حنفی		۶۱۰
۱۲	صدر الافاضل	ابومحمد قاسم بن حسن بن محمد خوارزمی	شرح دیوان ابوالعلا	۶۱۷
۱۳	رافعی	امام الدین ابوالقاسم عبدالکریم بن محمد رافعی القزوینی شافعی	حموینی نے ان سے نقل لی ہے	۶۲۳
۱۴	ابن سبیع	ابوالربیع سلیمان بن موسیٰ کلاعی البلنسی اندلسی	شفا	۶۳۴
۱۵	ابویوسف الکنجی	ابویوسف محمد بن یوسف بن محمد الکنجی الشافعی	کفایۃ الطالب	۶۵۸
۱۶	محب طبری	محب الدین ابوالعباس محمد بن عبداللہ الطبری شافعی	ریاض النضرہ	۶۹۶

نمبر شمار	مختصر مشہور نام	پورا نام	نام کتاب	سال وفات
۱۷	محمود طالبی	شرف الدین محمود بن محمد الطالبی القرشی	نزل السائر	۷۴۳
۱۸	ذہبی	حافظ شمس محمد بن احمد الذہبی	فتح المطالب	۷۴۸
۱۹	زرندی	جمال الدین محمد بن یوسف زرندی	درر السمطین	۷۵۲
۲۰	ہمدانی	علامہ سید علی بن شہاب الدین ہمدانی	مودۃ القربیٰ	۷۸۶
۲۱	ملک العلما	شہاب الدین بن شمس الدین دولت آبادی	ہدایت السعدا	۸۴۹
۲۲	ابن حجر عسقلانی	احمد بن علی محمد عسقلانی	تسدید القوس	۸۵۲
۲۳	نیشاپوری	جمال الدین عطاء اللہ بن فضل شیرازی (نیشاپوری)	اربعین	۱۰۰۰
۲۴	جعفری	شیخ بن علی بن محمد العلوی الجعفری	کنز البراہین	۱۰۶۳

ان کے علاوہ اور محدثین کے نام بھی لکھے جاسکتے ہیں لیکن بوجہ طوالت ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں اگر آپ کو زیادہ اطمینان حاصل فرمانا منظور ہو تو کتاب عبقات الانوار متعلق حدیث نور جلد ہشتم مولفہ ملک المحققین مولانا سید حامد حسین صاحب لکھنوی اعلی اللہ مقامہ کو ملاحظہ فرمائیں اور اپنی تحریر کردہ حدیث نور سے بڑے اسناد و مقابلہ کر کے ہماری گذارش کے موافق اس کی تشریح و توضیح فرمادیں تاکہ کسی ناظر کو شک و شبہ یا ایراد کی گنجائش نہ رہے

شاکر حسین نقوی الامروہوی

مولف محیط التواریخ وغیرہ